اللہ تعالیٰ کی خشیت دلوں میں پیدا کر کے اپنی مالی قربانیوں کے وعدوں کو پورا کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲؍مئی ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

میری بیماری کی شدت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور ہو چکی ہے لیکن اس کے کچھ آثار ابھی باقی ہیں اور یہ گرمی بھی میری بیماری بن گئی جب اوپر نیچے کام کی وجہ سے اور خدا کا قانون توڑنے کے نتیجے میں آگے پیچھے دو تین لو لگنے کے مجھ پر حملے ہوئے۔ اس کے بعد سے گرمی مجھے بے حد تکلیف دیتی ہے اور میں اس موسم میں بڑی نقاہت محسوس کرتا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل کرے اور یہ تھوڑی بہت تکلیف جو باقی رہ گئی ہے وہ بھی دور ہو جائے۔ آج میں اپنے مضمون سے ہٹ کے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا اور اس کی تدریجی ترقی کے وعدے دیئے جو ہم نے گزشتہ بانوے سال میں پورے ہوتے دیکھے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے میں نے جماعت کو ایک چھوٹی اور کمزور سی حالت میں بھی دیکھا۔ پھر بتدریج بڑھتے ہوئے آج اس مقام پر پہنچی ہوئی بھی دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا خطہ ہو جہاں مضبوط احمدی جماعتیں قائم نہ ہو چکی ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس نے ہماری حقیر قربانیوں کو قبول کیا اور اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ یہ بھی سوچتا ہوں شاید ہم نے وہ شرائط تو پوری نہیں کیں جو وعدوں کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں قرآن کریم میں۔ مثلاً اسی ایک مثال کو لے لیں جو یہ وعدہ تھا

کہ تم زندگی کے ہر شعبہ میں بالا دستی حاصل کرو گے خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بشرطیکہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے چلے جاؤ گے۔ ایمان کے تقاضوں کو پوری طرح ادا کرنے والی تو جماعت ابھی نہیں بنی لیکن اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی چادر کے نیچے ہماری کمزوریوں کو چھپا لیا اور اپنے وعدوں کو ہمارے حق میں پورا کر دیا اور اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (الانبیاء:۴۵) ایک ایسی حقیقت بنا دی ہماری زندگی میں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ میں کئی بار دوروں پہ غیر ممالک میں گیا ہوں۔ غیر مسلموں، عیسائیوں، جو خدا کے بھی منکر ہیں اور مشرکوں کو میں نے یہ دلیل دی کہ دیکھو خدا نے یہ وعدہ دیا تھا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر صبح کا سورج جب طلوع ہوتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ کو پہلے دن سے زیادہ طاقتور اور زیادہ تعداد میں دیکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ مہربانیاں ہمیں غافل کرنے والی نہیں ہونی چاہئیں بلکہ اور زیادہ ہوشیار کرنے والی ہونی چاہئیں۔

ہماری قربانیاں یا جو مطالبات اللہ تعالیٰ نے ہم سے کئے ہیں اپنی راہ میں پیش کرنے کے لئے، جو شرائط اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے لگائی ہیں وہ قرآن عظیم کی عظیم تعلیم میں کھول کے بیان کر دی گئیں۔ وہ صرف مالی قربانی نہیں، وہ صرف اعمالِ صالحہ کی قربانی نہیں۔ (اعمالِ صالحہ بجالانے کے لئے بھی ایک قربانی دینی پڑتی ہے)، وہ صرف خدا تعالیٰ کی راہ میں مختلف قسم کے مصائب برداشت کرنے کی قربانی نہیں۔ بہت سی قربانیاں ہیں جو خدا سے پیار کرنے والی جماعت کو خدا کی رضا کے حصول کے لئے دینی پڑتی ہیں اور دینی چاہئیں کیونکہ جو پیش کیا جاتا ہے حقیر ہے لیکن جو ملتا ہے اس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں۔

تبلیغ تعلیمِ اسلامی یعنی جو اسلام کا حسن اور نور ہے، جو اس کی بنیادی خوبیاں ہیں اور جو اس میں قوتِ احسان ہے اور اس قدر موہ لینے والی جو تعلیم ہے اس کو دوسروں تک پہنچانا یہ جماعت کا کام ہے اور ایک وقت تھا کہ (مثلاً) افریقہ کے ممالک جو ہیں مشرقی اور مغربی افریقہ کے ممالک وہاں کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو اسلام کے نور، اس کے حسن، اس کی قوت احسان اور دیگر خوبیوں کو پہنچانے کی اہلیت رکھتا ہو اور پہنچانے کی لگن رکھتا ہو اور اپنی زندگی کے ایک حصہ کو بعض دفعہ بڑے حصہ کو اس راہ میں خرچ کرنے والا ہو۔ اپنی زندگی کے نسبتاً کم حصہ کو دنیا کمانے

پر خرچ کرنے والا اور زیادہ حصہ کو خدا کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرنے والا ایک بھی نہیں تھا، باہر سے جاتے تھے۔(یہاں سے ہمارے گئے ہیں) مبلغین بڑے فدائی، بڑے جاں نثار، وہ وہاں کچھ لینے کے لئے نہیں گئے، تجارت کرنے کے لئے نہیں گئے حالانکہ تجارت کی بڑی راہیں وہاں کھلی ہوئی تھیں لیکن ان کی ساری توجہ اس بات کی طرف تھی کہ قرآن کریم کی تعلیم سے ان لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔

پچھلے جلسہ سالانہ پر مصطفیٰ صاحب جو تشریف لائے تھے سیرالیون سے اور بڑے سیاستدان اور وزراء میں سے تھے وہ۔ جب میں ۱۹۷۰ء میں گیا ہوں ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے یہ کہا کہ جماعت احمدیہ سے پہلے ہم مسلمان، اسلام کے متعلق اگر کسی مجلس میں بات ہو جاتی، گردنیں جھکانے پر مجبور ہو جاتے تھے، بات نہیں کر سکتے تھے۔ پھر احمدی آئے۔ پھر انہوں نے اسلام کی بنیادی طاقتیں جو ہیں، حسن بھی ایک طاقت ہے، نور بھی ایک طاقت ہے، قوتِ احسان تو ہے ہی طاقت، اسلام کی جو طاقتیں تھیں نور تھا اسلام کا، حسن تھا عظیم تعلیم، انسان سوچتا ہے، غور کرتا ہے، عمل کرتا ہے خوبی ہی خوبی ایک کے بعد دوسری، دوسری کے بعد تیسری، بے شمار خوبیاں اسلامی تعلیم میں نکلتی چلی آرہی ہیں۔ پہلی بار ہماری زندگیوں میں احمدیوں نے اسلام کا حسن اور خوبی جو ہے اس سے روشناس کرایا ہمیں اور اب وہ زمانہ گزر گیا۔ اب کسی مجلس میں اگر اسلام کی بات ہو تو ہم گردنیں اونچی کر کے اسلام کے متعلق بات کرنے لگ گئے ہیں۔ ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے تھوڑے وقفے کے بعد کہ میں احمدی نہیں لیکن جو صداقت ہے اسے چھپا بھی نہیں سکتا۔

یہ باہر سے جانے والے لوگ تھے اور آج ان ملکوں میں مقامی باشندوں میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جن کے متعلق بعض دفعہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے وہ مبلغ جو واقفین زندگی کہلاتے ہیں اور وہاں ان کو بھیجا جاتا ہے تبلیغ کے لئے اگر سارے نہیں تو بہت ساروں سے زیادہ جذبہ کے ساتھ مقامی آدمی وہاں تبلیغ اسلام کر رہا ہے اور اکثر ان میں سے تنخواہ لئے بغیر۔ اب پچھلے سال میں گیا ہوں نائیجیریا کے دارالخلافہ لیگوس۔ اس سے اسّی، نوّے میل کے اوپر ایک جگہ ہے الارو (ILaro) وہاں جماعت ہے چند ہزار احمدیوں کی (علاقہ ملاکے) انہوں نے چار

مسجدیں بنائیں یہ بیس پچیس ہزار کی آبادی ہے غالباً (صحیح آبادی کا مجھے پتا نہیں) شہر کے چاروں کونوں میں اس لئے کہ احمدی بکھرے ہوئے تھے شہر میں۔ پھر انہوں نے ایک جامع مسجد بنائی جس کا افتتاح ان کی خواہش پر میں نے کیا جب میں وہاں گیا۔ وہاں میں نے یہ سماں دیکھا، ایک تو ان پانچ مساجد بنانے کے لئے انہوں نے مرکز سے ایک پیسہ نہیں مانگا۔ دوسرے انہوں نے اپنے خرچ پر ایک وین (Van) دس یا بارہ سیٹر (Seater) بالکل نئی خریدی اور اس کے اوپر لکھا ہوا ''احمدیہ مسلم مشن'' کچھ اس قسم کا فقرہ لکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے خرچ پر (یہ اپنے خرچ پہ سارا کام کر رہے ہیں) پانچ سات آدمیوں نے موٹر سائیکل لئے ہوئے ہیں اور اتوار کو چھٹی ہوتی ہے۔ ہر اتوار کو ان کا ایک وفد علاقے میں جا کے تبلیغ کرتا ہے۔ وہاں کچھ عرصے سے (پہلے تو وہاں نہیں تھا) ایک مبلغ بھی ہے لیکن ایک مبلغ ہے اور باقی سات آٹھ تو پیڈ (Paid) نہیں ہیں۔ جو گاڑی استعمال کرتے ہیں وہ مبلغ کی نہیں ہے، وہ مرکز کی نہیں ہے، جو موٹر سائیکل ہیں وہ بھی ذاتی ہیں ان کے۔ جو خرچ کرتے ہیں پٹرول یا ڈیزل کے اوپر وہ اپنا خرچ کر رہے ہیں اور ہر ہفتے الارو کے گرد وہ جاتے ہیں کبھی مشرق کی طرف، کبھی مغرب کی طرف، کبھی شمال کی طرف، کبھی جنوب کی طرف اور مجھے انہوں نے بتایا کہ (دو تین سال سے انہوں نے یہ پروگرام بنا کے کام شروع کیا ہے) چودہ آبادیوں میں نئی جماعتیں قائم کر چکے ہیں۔ یہاں ایسے مبلغ بھی ہیں پاکستان میں کہ اگر کسی ایک کو ہدایت دینے کا ذریعہ بن جائیں تو سمجھتے ہیں کہ طارق کی طرح ہم نے سپین کو فتح کر لیا۔

تو باہر کے جو ممالک ہیں انہوں نے ایک عظیم مہم جاری کر رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو عظیم منصوبہ تھا اس کا بڑا بوجھ اٹھا لیا۔ دنیا کے بہت سے حصوں میں، افریقہ میں گیا وہاں بھی بعض کمزوریاں ہیں وہ ہمارے لئے برکتیں بن جاتی ہیں مثلاً فارن ایکسچینج وہاں سے بھی باہر نہیں جا سکتا لیکن وہ جو پیسے اکٹھے کرتے ہیں وہ اپنے ملک میں خرچ کرتے ہیں اور اس طرح بہت ترقی کر رہے ہیں کہ ایسا احساس ہوتا تھا غانا میں کہ شاید سارا ملک ہی احمدی ہے اور وہ امید رکھتے ہیں کہ بڑی جلدی مستقبل قریب میں ملک کی اکثریت شاید احمدی ہو جائے۔ ایسے حالات پیدا اللہ تعالیٰ کر رہا ہے وہاں۔

کتابوں کی اشاعت ہے۔ ایک وقت تھا کہ ایک ورقہ بھی اگر چھپ کے دنیا میں تقسیم کرنا ہوتا تھا تو مرکز کے انتظام میں، مرکز کے خرچ پر، مرکز کے ملک میں وہ چھپتا تھا اور پھر دنیا میں جاتا تھا۔ جو باہر جاتا تھا وہ تو تقسیم ہو جاتا تھا مگر ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں یہ واقعہ ہوا کہ خیبر لاج مری بوجہ حضور کی بیماری کے خالی پڑی رہتی تھی اور اس میں مربی صاحب رہتے تھے۔ ہم نے مختصر سا پروگرام بنایا وہاں جانے کا اور جو مبلغ صاحب جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل ٹھہرے ہوئے تھے، ان کو کہا کہ پانچ سات بجے حضرت صاحب کے آ رہے ہیں اسے خالی کر دو۔ تو انہوں نے یہ درخواست کی کہ میں بیوی بچوں کو لے کے تو چلا جاتا ہوں مگر ایک کمرے میں ضروری کاغذات ہیں وہ مجھے اجازت دے دیں کہ اس کو میں تالا لگا دوں وہ میں خالی نہیں کروں گا۔ میرا اس انتظام میں کبھی بھی تعلق نہیں رہا جو بھی منتظم تھے انہوں نے کہا ٹھیک ہے وہ کمرہ نہ خالی کرو۔ جب میں گیا تو مجھے شبہ پڑا۔ میں نے ان کو بلایا۔ میں اس وقت صدر صدر انجمن احمدیہ تھا۔ میں نے کہا میں اس کمرے میں دیکھنا چاہتا ہوں تمہارے ضروری کاغذات کون سے ہیں؟ جب میں نے کمرہ کھلوایا تو اس مبلغ کے دو تین سال کے سارے زمانہ میں اور اس سے پہلے مبلغ کے سارے زمانہ میں اور اس سے بھی شاید پہلے جتنا لٹریچر، رسالے اور کتابیں اصلاح وارشاد نے ان کو تقسیم کرنے کے لئے بھیجی تھیں وہ زمین کے فرش سے لے کے چھت تک بھری ہوئی تھیں۔ یعنی کوئی کام ہی نہیں کیا اور شاہد مبلغ ہیں۔ (ان کا خیال ہے کہ) ہمارا احترام ہونا چاہیئے ہماری عزت ہونی چاہیئے۔ تمہیں انسان عزت نہیں دے سکتا قرآن نہیں پڑھتے تم؟

قرآن کریم میں اعلان کیا گیا۔ تم عزت چاہتے ہو فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء:۱۴۰) اور جَمِيْعًا جو ہے لفظ اس پہ غور کرو۔ ہر قسم کی، ہر کوانٹیٹی (Quantity) میں عزت جو ہے وہ صرف خدا سے مل سکتی ہے۔ دنیوی عزتیں بھی خدا سے مل سکتی ہیں۔ دنیوی وہ عزتیں جو خدا سے نہیں ملتیں وہ تو آنی جانی ہیں۔ جتنی انسان نے انسان کو عزت دی اس سے زیادہ جوتیاں ماریں اور وہ عزت اس کی چھین لی۔ ساری اپنی تاریخ دیکھو، دنیا کی تاریخ دیکھو قائم رہنے والی، دائم رہنے والی وہ عزتیں نہیں ہیں۔ قائم اور دائم رہنے والی وہ عزت ہے جو خدا سے ملتی ہے اور خاتمہ

بالخیر ہوتا ہے اس عزت پر انسان کا۔ جتنے یہاں ہمارے پاس شاہدین ہیں اس سے میرے خیال میں سوگنے سے بھی زیادہ ان سے زیادہ بہتر کام کرنے والے بغیر تنخواہ کے ساری دنیا میں احمدی احمدیت کے لئے قربانیاں دے کے کام کرنے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں خدا تعالیٰ کے عاجز بندوں کی نگاہ میں ان کی عزتیں تم سے زیادہ ہوں گی۔ اگر تم نے عزت حاصل کرنی ہے تو خدا سے حاصل کرو۔ پھر وہ اپنے بندوں کے دلوں میں بھی یہ ڈالے گا کہ وہ تمہاری عزت کریں ورنہ نہیں۔

بتا میں یہ رہا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی باہر کے ملکوں نے مثلاً کینیڈا ہے اس میں ابھی ہمارا مبلغ نہیں گیا تھا تو ہزار، دو ہزار، تین ہزار کی جماعت بن گئی تھی وہاں۔ جس طرح بھی بنائی خدا نے بنا دی۔ پھر ان کے بچوں کی تربیت کے لئے کوئی آدمی پورے وقت کا چاہیئے۔ اب چار سال پہلے پہلی دفعہ وہاں مبلغ گیا اور ضرورت ان کی اس سے بھی زیادہ ہوگئی ہے اس لحاظ سے لیکن مثلاً کینیڈا میں جو مبلغ گیا اس نے اِس قسم کی نالائقی کی دینی نقطۂ نگاہ سے کہ مجھے ۱۹۷۸ء میں لندن اسے بلانا پڑا اور مجھے کہنا پڑا کہ تم یہاں ٹھہرو کچھ عرصہ اور استغفار کرو اور پھر مجھ سے وعدے کرو کہ اس قسم کی دینی معاملے میں نالائقیاں نہیں کرو گے جو تم کر چکے ہو ورنہ یہیں سے میں تمہیں بھیج دوں گا پاکستان۔ خیر اس نے بہت وعدے کئے ایک سال اس کا وقت رہتا تھا وہ اس کو مل گیا۔

یہ کہنا کہ جی ہم شاہد ہیں، جامعہ میں پڑھے ہوئے ہیں ہمیں شاہد کی جو سند ہے وہ ہمیں معزز بنا دیتی ہے بالکل نہیں بناتی۔ تمہارے اعمال تمہیں معزز بنا سکتے ہیں۔ شاہد کی ڈگری نہیں معزز بنائے گی۔ خدا سے عزت حاصل کرو اعمال صالحہ کے نتیجے میں، اپنی قربانیوں کے نتیجے میں، طارق دنیوی جرنیل تھے۔ وہ جامعہ احمدیہ کے پڑھے ہوئے تو نہیں تھے، نہ جامعہ ازہر کے تھے اور نہ جامعہ ازہر اس وقت موجود تھا۔ طارق نے جو پیار اپنے رب سے کیا اس کا نمونہ یہ ہے۔ خدا نے کہا تھا اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (اٰلِ عمران : ۱۴۰) اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں تم غالب رہو گے اور تمہیں بالا دستی حاصل ہوگی ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے چلے جانا۔ سات ہزار کی فوج کے ساتھ وہ سپین غیر ملک میں اترے ہیں اور ان کے ملک اور اس ملک کے درمیان سمندر ہے اور کشتیوں میں بیٹھ کے آئے ہیں اور اترتے ہی حکم دیا،

کشتیوں کو جلا دو۔ ان کے اس وقت جو جرنیل تھے ان کے ساتھ وہ اس مقام پہ نہیں پہنچے ہوئے تھے جہاں طارق پہنچے ہوئے تھے۔ وہ آ گئے گھبراتے ہوئے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے مسلمان پیٹھ نہیں دکھاتا لیکن مسلمان خبریں تو پیچھے بھیجتا ہے اپنے بادشاہ کو۔ تو کیوں جلا رہے ہیں یہ کشتیاں؟ انہوں نے عملاً جو ان کا عمل ہے فقرے تو مجھے یاد نہیں میرے ذہن میں لیکن ان کا عمل مجھے یاد ہے جو انہوں نے کیا اور عمل کی زبان میں ان کو کہا وہ یہ تھا کہ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:۴) جو خدا پر توکل کرتا ہے اس کے لئے صرف خدا کافی ہے۔ اسے کشتیوں کی ضرورت نہیں پڑا کرتی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔

یہ ایک حصہ ہے یعنی جو جماعت قربانیاں دے رہی ہے کتابیں چھاپنے کا ہے۔ اب بہترین کتابیں اس وقت لندن میں چھپنی شروع ہوگئیں یعنی دنیا کی جو بہترین شکل میں کتاب آتی ہے اسی میں قرآن کریم چھپنا چاہیئے نا۔ سب سے پہلا حق کاغذ کی خوبصورتی اور حسن طباعت پر قرآن کریم کا ہے جو ایک کامل ہدایت ہے بنی نوع انسان کے لئے اور یہ سب سے ردی کاغذ کے اوپر ہم نے چھاپنا شروع کر دیا تھا۔ جماعت بھی ملوث ایک وقت میں ہوئی لیکن اس وقت جب جماعت کے پاس پیسے نہیں تھے مجبوری تھی اور بہرحال ترجیح اشاعت قرآن کریم کو دینی تھی اس کے ظاہری جو اس کے مطالبات تھے وہ بعد میں پورے ہونے لگ گئے۔ قرآن پیپر پہ قرآن کا انگریزی ترجمہ آ گیا۔ بہت سی زبانوں میں تراجم ہوگئے، ہو رہے ہیں بڑی جلدی میں کوشش کر رہا ہوں اور ہو جائیں۔ فرانسیسی زبان میں آ گیا Introduction To The Study of Holy Quran ۔ دیباچۂ قرآن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو لکھا ہے وہ دیباچۂ قرآن کریم کے طور پر بھی ہم استعمال کرتے ہیں یعنی بعض قرآن کریم کے تراجم کے ساتھ اس کو مثلاً انگریزی کا ترجمہ ہے وہ دیباچہ بھی لگا دیا اور علیحدہ ایک کتاب ہے قریباً تین سو اٹھائیس صفحے کی، پوری ایک کتاب بن جاتی ہے نا۔ اب اس کا فرانسیسی میں ترجمہ ہوگیا۔ اس ترجمے کو میں نے بعض احمدیوں کے ذریعے کہ اس کا ردّعمل کیا ہوتا ہے ایک فرنچ بولنے والے، فرانسیسی زبان بولنے والے ملک کے مسلمان ایمبیسیڈر (Ambassador) کو واقفیت تھی ایک احمدی کی میں نے کہا

تم ان کو دو، ان سے رائے لو اور کچھ نہ کہنا، فتنہ نہیں پیدا کرنا صرف دیکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اتنی عجیب ہے یہ کتاب کہ جب میں نے پڑھنی شروع کی تو جب تک ختم نہیں کی دوسری کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا اور زبان بڑی اچھی ہے۔ ان کے خیال میں دو ایک جگہ ذرا زبان کی کمزوری ہے لیکن وہ تو ان کا خیال تھا۔ میں نے کہا تھا پوچھ لیں اگر واقعہ میں کمزوری ہے تو دور کریں گے اس کو انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایک یہاں کلاسیں ہو رہی ہیں مختلف جگہوں پہ مختلف زبانوں کی۔ لاہور میں ایک کلاس فرانسیسی کی ہے اور اس میں پڑھانے والے غالباً فرنچ ایمبیسی کے ماتحت ہیں یہ سارے۔ ہر ایمبیسی اپنی اپنی زبانوں کے متعلق کرتی ہے کچھ۔ تو ایک بوڑھے پروفیسر پڑھا رہے تھے جو کیتھولک تھے۔ بعض احمدی بھی وہاں پڑھ رہے ہیں وہ کیتھولک کہتا تھا مسلمان بچیوں سے بات کرتے ہوئے کہ تم مجھے نہیں مسلمان بنا سکتیں میں بڑا پکا کیتھولک ہوں۔ تو ایک احمدی شاگرد نے اسے یہی دیباچہ قرآن فرانسیسی میں دے دیا اور دو تین مہینے کے بعد پوچھا تو کہنے لگا یہ تو بڑی عجیب کتاب ہے اور چونکہ وہ کیتھولک اور متعصب تھا اس نے اس کو شروع کیا اس حصے سے بیچ میں سے جہاں اسلام کا عیسائیت سے موازنہ کیا ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور اس نے کہا یہ پڑھ لوں گا تو پھر سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھوں گا لیکن وہ بڑا Excited تھا اس نے کہا یہ تو عجیب کتاب ہے جو تم نے مجھے دی ہے لیکن آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ یہ آپ پاکستانیوں نے نہیں شائع کی نہ آپ کے پیسے سے شائع کی گئی ہے کیونکہ پیسہ تو ہم یہاں سے باہر بھیج ہی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے باہر ایسے انتظام کر دیئے لیکن جو کام پاکستان نے کرنے ہیں وہ ضرورتیں تو بہر حال پاکستانیوں نے پوری کرنی ہیں۔

اور اس تمہید کے بعد اب میں اس مضمون کے اوپر آ رہا ہوں۔ یہ سال جو ہمارا ہے پندرہویں صدی کا پہلا سال اس میں ایک عجیب خصوصیت اور پیدا ہوگئی کہ پہلا سال جو آیا بیچ میں یعنی اس صدی میں عیسوی پہلا سال مالی لحاظ سے وہ ۸۰۔۱۹۸۱ء کا۔ وہ چودہ مہینے کا بن گیا بارہ مہینے کی بجائے۔ بعض قانونی ضرورتوں کی وجہ سے تاریخ بدلنی پڑی اور بارہ مہینے کی بجائے چودہ مہینے کا سال بن گیا اور خالی چودہ مہینے کا سال نہیں بنا بلکہ اس سال کے اندر بعض ذمہ داریاں مالی لحاظ سے بہت رقم طلب کرنے والی دو دفعہ اس سال میں آ گئیں مثلاً آپ جانتے ہیں کہ

جماعتِ احمدیہ کے کارکنوں کو جو ضرورت ہے اس کا نصف مفت اور نصف کے قریب گندم کے لئے قرض رقم دی جاتی ہے۔تو بڑی رقم ہے دس بارہ لاکھ (اس وقت میں زبانی ساری بات کر رہا ہوں) لاکھ بلکہ سارے ہمارے (اس جلسے پہ میں نے بتایا تھا) شاید تیرہ، چودہ لاکھ کے قریب یہ بنتی ہے اور یہ دو دفعہ آ گئی کیونکہ مئی سے شروع ہوتا تھا سال۔اس سے پہلا سال تو یکم مئی سے شروع ہوتا تھا تو وہ مئی کا مہینہ ہے گندم خرید کا،تو سال کے شروع میں اس سال کے بجٹ سے پیسے دے دیئے جاتے تھے،خرچ کر دیئے جاتے تھے۔دوسرے مستحقین پر بھی کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ خرچ کر دیا جاتا تھا۔اس سال وہ بھی خرچ ہو گیا کیونکہ یکم مئی سے یکم جولائی تک چودہ مہینے کا سال بن گیا اور اب دوسری دفعہ وہ رقم ہمیں خرچ کرنی پڑ رہی ہے۔اس کو احسن طریق پر اور اس بوجھ کو لٹکانے کی بجائے میں کوشش کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ کہ اسی سال میں یہ دونوں، ایک ہی بوجھ جو دو دفعہ آیا ہے گندم کا وہ بوجھ اٹھا لے جماعت۔میں یہ نہیں کہہ رہا زیادہ پیسے دو اس وقت میرا ادھر کوئی مطالبہ نہیں۔میرا مطالبہ یہ ہے کہ جو قانون کے مطابق اور آپ کے وعدہ کے مطابق اور آپ کے عہد کے مطابق اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:۳۵) آپ کے ذمے جو رقم آتی ہے وہ یکم جولائی تک اس سے پہلے پہلے جو آتی ہے وہ اپنے وقت پہ پوری کر دیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اتنی برکت ڈالے آپ کے اموال میں (جو نسبتی چندہ بنتا ہے نا پھر) کہ اس کا چندہ اتنا بن جائے اتنی برکت آپ کو خدا دے مال اور دولت کے لحاظ سے کہ آپ کی جو ذمہ داری ہو وہ اتنی ہو کہ آپ دونوں بوجھ ایک سال میں یعنی ایک ہی بوجھ جو دو دفعہ پڑ رہا ہے ایک سال میں اسے ادا کر دیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں میں اس عظیم غلبۂ اسلام کے منصوبہ کا اس قدر پیار پیدا کرے کہ جو ذمہ داری آپ پر پڑ رہی ہو خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں اور فضلوں کی وجہ سے اور اسی رحمت کا ایک حصہ خود پھر واپس خدا کے حضور آپ نے پیش کرنا ہے۔آپ بشاشت کے ساتھ اور مسکراتے چہروں کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں جو میرے ساتھ آپ کا کوئی معاہدہ نہیں ہے اپنے خدا سے آپ نے ایک معاہدہ کیا اس معاہدہ کو آپ پورا کرسکیں اور پورا کریں اور آئندہ پہلے سے زیادہ فضلوں اور رحمتوں کے آپ وارث بنیں اور آسانی کے ساتھ اور سہولت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے اس منصوبہ کے، جماعتِ احمدیہ کے

کام چلتے چلیں اور بڑھتے چلیں اور وہ دن جلد آئیں جب اسلام حقیقتاً نوعِ انسانی کے دل جیتنے میں کامیاب ہو جائے اور نوعِ انسانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

جو کارکن ہیں، میں صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کو بھی یہ تنبیہہ کر دوں جو مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے اور میں بڑا ہی ایک عاجز اور نالائق غلام ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں سوچ سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم ہو اور میں اسے نظر انداز کر دوں۔ آپ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں جس رکابی میں، پلیٹ میں بال آیا ہو اس میں کھانا نہ کھاؤں۔ جس فرد میں نفاق کا یا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کا یا سستی کا یا اپنے فرائض ادا کرنے میں غفلت کا بال آ گیا میرے نزدیک تو وہ ایسی لکڑی ٹوٹی ہوئی بھی نہیں جو جلانے کے قابل ہو سکے۔ اسے میں فارغ کر دوں گا اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اور میں آپ کو فارغ کرنے کے بعد اپنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گروں گا اور کہوں گا کہ میں نے تیرا حکم پورا کر دیا اب جو تیرا منصوبہ ہے دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا اس کے لئے اپنے رب سے کہو کہ وہ سامان پیدا کرے۔ اگر سارے مبلغین کو ایک دن مجھے فارغ کرنا پڑا اس وجہ سے مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ نہ میرا کام نہ میری ذمہ داری، اس کا کام ہے وہ آپ کرے گا۔ جس نے یہ کہا تھا کہ جس کے اونٹ ہیں وہ اونٹ مانگ رہا ہے، جس کا خانہ کعبہ ہے وہ آپ ہی اس کی حفاظت کا سامان کرے گا۔ میرے دل میں میں سمجھتا ہوں کہیں زیادہ ایمان ہے۔ میں تو بڑی بشاشت سے کہوں گا کہ جو خدا کا کام ہے وہ ذمہ دار ہے وہ آپ کرے گا۔ جو میری ذمہ داریاں ہیں وہ میں پوری کر دوں گا۔

اس واسطے محاسبہ کیا کرو روز صبح اٹھ کے، شام کو سونے سے پہلے، جماعت کے ہر فرد کو عموماً اور جماعت کے ہر کارکن اور معلم اور مبلغ کو خصوصاً یہ محاسبہ کرنا چاہیئے کہ جو دن گزرا، جو رات گزری، دن اور رات کی وہ ذمہ داریاں ہم نے پوری کی ہیں یا نہیں۔

خدا کرے آپ پوری کرنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کرنے والے ہوں لیکن اگر آپ ایسا نہ کریں تو آپ ہی ذمہ دار ہیں کوئی اور ذمہ دار نہیں۔ جو میری ذمہ داریاں ہیں میں آپ کی خاطر خدا تعالیٰ کی لعنت اپنے سر پر نہیں لینے کے لئے تیار، میں تو خدا تعالیٰ کے

فضلوں کو لینے کے لئے یہاں بیٹھا ہوں مسندِ خلافت پر اور ہر قربانی بشاشت سے۔ میں تو قربانی سمجھتا ہی نہیں۔ میری تو خدا تعالیٰ نے طبیعت بچپن سے ایسی بنائی ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب مسجد مبارک کی چھت کے اوپر ہم ہوتے تھے ہمارے سروں کے اوپر سکھوں وغیرہ کی گولیاں گزرا کرتیں شوں کر کے اس وقت بھی ہم ہنس رہے ہوتے تھے ان گولیوں کی چھاؤں میں۔ کبھی پرواہ ہی نہیں کی، ڈر ہی کوئی نہیں مجھے۔ مجھے یہ بھی نہیں پتا ڈر کہتے کسے ہیں لیکن مجھے یہ پتا ہے کہ خشیت کسے کہتے ہیں، خدا کی خشیت جو ہے وہ کسے کہتے ہیں اور مجھے یہ پتا ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کی خشیت نہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ یہ ساری دنیا اور اس کی طاقتیں اور تم لوگ جو ہو جہاں تک میرا تعلق ہے ایک مرے ہوئے کیڑے کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ جہاں تک میری ذمہ داری ہے میں تمہیں ساتویں آسمان پہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ دو چیزوں کا فرق سمجھ لو اور اپنی ذمہ داریوں کو نباہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)